بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

رباط میں ۲۶ مسلمان سربراہوں کی کانفرنس منعقد ہوئی مگر صدیوں بعد ایک خواب شرمندۂ تعبیر ہوتے ہوتے رہ گیا۔ عالم اسلام کی نگاہیں اس پر لگی ہوئی تھیں اور سنہری امیدوں کے پل باندھے جا رہے تھے ہم مغرب اقصیٰ کے دارالحکومت رباط کے اس اجتماع کو ایک لحاظ سے فال نیک سمجھتے تھے کہ رباط کے مفہوم میں اسلامی سرحدات کی حفاظت، دشمنان اسلام کی سرکوبی، اور جہاد کا تصور شامل ہے، کیا عجب کہ مومنانہ جرأت اور اخلاص و قربانی سے بھرپور فیصلوں کی وجہ سے نام کا یہ اشتراک، واقعی معنوں میں جہاد اور رباط فی سبیل اللہ اور مسلمانوں کے باہمی ارتباط و تعلق کا موجب بن جاتا، کانفرنس کی جو تفصیلات اب تک سامنے آئی ہیں، حقیقت کو سیاسی تدبر اور فراست کے گھمنڈ میں دفن کرنے والے خوش فہمیوں کی کیا کیا عمارت کھڑی کریں مگر ہم جیسے "سطحی اور جذباتی ذہن" والے تو اس بارہ میں کلی مایوس ہو گئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ درپردہ کچھ ٹھوس اقدامات اور فیصلے طے پائے ہوں، اگر ایسا ہو تو یہ کانفرنس اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے سنگ میل ثابت ہو سکتی ہے، لیکن اگر اس ساری مجلس آرائی کا مقصد صرف چار بڑی طاقتوں سے ارض مقدس کے انخلاء کی اپیل کرنا تھا اور بس، تو ہم اسے نہ صرف ناکام کہیں گے بلکہ اسے سقوط بیت المقدس کے بعد عالم اسلام کا سب سے بڑا المیہ قرار دیں گے۔

اپنی تاریخ پر نظر ڈالیے عالم اسلام کا وہ کونسا مسئلہ ہے جو چھپے دار تقریروں اور الفاظ کے گورکھ دھندوں سے حل ہوا! اور کونسی مصیبت ہے جو دشمن اور اس کے حریف کافر طاقتوں سے منت سماجت کی اپیلوں سے ٹل گئی ہو۔ کفر جو سارے کا سارا ملت واحدہ ہے طاقت اور عمل کی زبان سمجھتا ہے۔ مگر اسے معلوم ہو چکا ہے کہ مسلمان اور ان کے قائد اور حکمران صرف قوال ہیں، ان کے ضمیر اور دل و دماغ ان کے نظریاتی اور عملی قوتوں کو یورپ کی ذہنی اور سیاسی غلامی نے مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ اسلام، ایمان اور جہاد کے جذبہ سے سوچنے والے سوتے خشک ہو گئے ہیں ان کے بازو شل ہیں وہ صرف زبان سے تلوار کا کام لینا چاہتے ہیں، ان کے ہاتھ اٹھ سکتے ہیں تو صرف روس اور امریکہ سے بھیک مانگنے کیلئے، ان کا دماغ اگر سوچتا ہے تو سلامتی کونسل، اور اقوام متحدہ کے زاویہ نظر سے،

دنیا کی محبت اور موت کی نفرت نے ستر کروڑ مسلمانوں کے اس جم غفیر کو ارشاد نبوی غثاء کغثاء السیل (سیلاب کی جھاگ) کا مصداق بنا دیا ہے۔ ان کے یہ شاہانہ کروفر والے سلاطین اور بادشاہ، ٹمطراق والے حکام اور صدر، میدان سیاست کے شاطر وزراء اور بھاری بھرکم مندوبین کفر کے مقابلہ میں کھوکھلے ڈھول ہیں، جن کی قلعی اب رباط کانفرنس نے کھول دی ہے، انہوں نے اپیل کی تو تلوار سے نہیں۔ کفر و الحاد کے چار بڑے سربراہوں سے اور باہمی امور کو طے کرنے کا اعلان کیا تو کتاب و سنت کی روشنی میں نہیں، بلکہ اقوام متحدہ کے منشور کے تحت، اور اسطرح ان سب کے ہاتھوں رباط کے چوراہے پر عالم اسلام کی عظمت کا بانڈہ پھوٹ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رباط کے حسین ترین ہوٹل میں ستر کروڑ مسلمانوں کی قسمت کے مالک جمع تھے، ادھر اسرائیل عین اسی موقع پر اسلامی ممالک کی سرحدات پر اپنی جارحانہ کارروائی تیز کرکے ان کی غیرت کو للکار رہا تھا۔ اور بالکل اسی موقع پر بھارت کی برہمن صیہونیت کے ہاتھوں احمد آباد کی گلیاں اور چوراہے مظلوم اور بے کس مسلمانوں کے معصوم خون سے لالہ زار بن رہی تھیں، اس خون کی فراوانی بلاشبہ ان رنگین مشروبات سے ہزار گنا زیادہ تھی جو رباط کے راؤنڈ ٹیبل پر گردش کرنے والے جام و سبو میں چھلک رہے تھے۔ ان رنگینیوں میں مدہوش سربراہان عالم اسلام کو خون مسلم کی قدر و قیمت کا کیا احساس ہے

تو داغ جگر را چہ شناسی کہ نہ بودست　　　جز از مئے گلرنگ بہ داماں تو داغے

اسرائیل کے سانحہ سے ہماری غیرت بیدار نہ ہوئی، مسجد اقصیٰ کی آگ سے ہماری قساوت نہ پگھل سکی تو قدرت کے غیبی ہاتھ نے ہمیں ایک بلکہ پے بہ پے کرکے ایک اور بھرپور اجتماعی تازیانہ احمد آباد کی شکل میں لگایا، ادھر ذلیل یہودیوں کی طنز و تشنیع سے بھرپور نشتروں کے ذریعہ ہماری رگ حمیت بھڑکانی چاہی۔ پھر کیا ہم نے باطل سے پنجہ آزمائی کا فیصلہ کیا۔ کفر سے جہاد کرنے کا اعلان کیا، ظالم اسرائیل کے پشتبانوں کو للکارا، ان سے سفارتی اور مادی تعلقات توڑنے کا فیصلہ کیا، ان کی کفن کش اقوام متحدہ سے نکل کر اپنی ایک اقوام متحدہ بنانے کا سوچا یا پھر سخت سے سخت الفاظ میں مذمت کی قرارداد پاس کی ---؟ یہ سب کچھ نہ ہوا نہ جذبۂ جہاد بیدار ہوا نہ ہم علاقائی مصالح اور سیاسی مفادات سے دست برداری پر آمادہ ہوئے --- تو کیا صرف ایک اپیل ہی ہماری تمام رسوائیوں کا مداوا بن سکے گا، ہرگز نہیں --- یاد رکھئے لٹی ہوئی عزت، عصمت اور عظمت رفتہ بھیک سے

کبھی بھی واپس نہیں ہو سکی۔ اس کے لئے تو ایمان اور ملی حمیّت سے بھرپور اور مفادات یا خطرات سے بالاتر ہو کر ایک آخری فیصلہ کی ضرورت تھی۔ اگر رباط میں یہ فیصلہ ہو جاتا تو ہماری قسمت بدل جاتی مگر وا حسرتا کہ تمہاری قسمت صرف واویلا اور غوغہ آرائی رہ گئی ہے۔ تم کبھی فلسطین پر ماتم کرتے ہو تو کبھی کشمیر کی مرثیہ گوئی کبھی مسجدِ اقصیٰ کی آگ میں جل رہے ہو تو کبھی احمد آباد کے طوفان خاک و خون میں تڑپ تڑپ کر مر رہے ہو۔ حیف صد حیف اس قوم پر جو فیصلہ کن اور بھرپور عمل سے عاری ہو کر نری نوحہ خوانوں کا ایک ٹولہ بن کر رہ جائے۔ رباط کے سربراہو! وہ دیکھو فلسطین کے لٹے پٹے مسلمان اور احمد آباد کے آگ اور خون میں جلنے والے تمہارے مظلوم بھائی غازی صلاح الدین ایوبیؒ کی آواز میں یک زبان ہو کر تمہیں طعنہ دے رہے ہیں۔" کہ ہمیں آپ کی زوردار تقریروں اور پُر جوش الفاظ کی نہیں فولادی بازو اور اسلحے کی ضرورت ہے " یہ سطور پڑھ کر یاس و قنوط کا الزام دھرنے والو بیشک تم اب کسی دوسری رباط کانفرنس کا انتظار کرو مجھے تو صرف امام مہدی کا انتظار ہے کہ شقاوت اور بدبختی کا یہ مہراب صرف اس مردِ مومن کے آہنی ہاتھوں سے ٹوٹ سکتا ہے۔

یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ ــــــ ہمارے محترم صدر مملکت جناب آغا محمد یحییٰ خان صاحب بار بار اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات کی ضرورت اور اہمیت پر زور دے چکے ہیں کہ اسی میں ملک کی بقاء اور اسی میں قوم کا تحفظ ہے مگر تعجب ہے کہ اس بارہ میں جس عملی اقدام اور انقلاب آفرین جوشِ عمل کی ضرورت ہے اس سے اب تک اعراض برتا گیا ہے۔ اور دینی و اخلاقی پہلو سے ملک اسی ڈگر پر چل رہا ہے جو عہدِ ایوب کے دورِ عیوب کا طغرائے امتیاز رہا، بے پردگی، فحاشی زوروں پر ہے اسلامی تعلیمات سے بُعد بڑھتا جا رہا ہے۔ کلچر اور ثقافت کے نام پر سب کچھ زور شور سے جاری ہے۔ جمہوریت اور سیاست کے پردہ میں نظریۂ پاکستان (اسلام) کی جڑیں کاٹی جا رہی ہیں ــــ "تجدید و احیائے دین" کا علمبردار ادارہ (ادارۂ تحقیقات) اور اس کا ترجمان فکر و نظر الحاد و تحریف کے فروغ میں مصروف ہے، اس کا ایڈیٹر تجدّد کے نام پر قدامت کے ایک ایک نشان علماء، ان کے مدارس عربیہ اور ان کے نصاب و نظام تعلیم مٹانے کی دعوت دے رہا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ملعون قوانین ابھی تک قوم پر مسلّط ہیں جو صدر ایوب نے بار بار رائے عامہ کو ٹھکرا کر فیملی لاز آرڈیننس کے نام سے ایک غیور و جسور مسلم قوم پر ٹھونپ دئے ہیں۔ ان قوانین میں مسلمانوں کے پرسنل لاء نکاح، طلاق، عدت اور میراث کو منسوخ یا تبدیل کیا گیا ہے، اور اسطرح قرآن و سنت